از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 28 فروری 1955

امریک سنگھ

بنام

دی سٹیٹ آف پیپسو۔

[ایس آر داس، بھگوتی اور وینکٹارا ما آئیر جسٹس صاحبان]

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ V ،سال 1898)، دفعہ 197 (1)- سرکاری ملازم کے خلاف مجرمانہ غبن کا الزام- ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 (1) کے تحت قانونی کارروائی کے لیے منظوری- جب ضروری ہو-آیا سرکاری ملازم کے ذریعے کیا گیا ہر جرم ہو یا سرکاری فرائض کی انجام دہی کے دوران اس کے ذریعے کیا گیا ہر عمل قانونی کارروائی کے لیے منظوری کی ضرورت ہے۔

کسی سرکاری ملازم کے ذریعے کیے گئے ہر جرم کے لیے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 (1) کے تحت قانونی چارہ جوئی کی منظوری درکار نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے ذریعے کیے گئے ہر عمل کے لیے جب وہ اصل میں اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہوتا ہے۔ لیکن اگر شکایت کی گئی کارروائی کا براہ راست تعلق اس کے سرکاری فرائض سے ہے تاکہ، اگر اس پر سوال اٹھایا جائے تو یہ دعوی کیا جاسکے کہ یہ دفتر کی وجہ سے کیا گیا ہے، تو منظوری ضروری ہوگی؛ اور یہ ایسا ہی ہوگا، اس بات سے قطع نظر کہ یہ حقیقت میں، اس کے فرائض کی مناسب انجام دہی تھی، کیونکہ یہ واقعی خوبیوں کی بنیاد پر دفاع کا معاملہ ہوگا، جس کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ مقدمے کی سماعت میں تفتیش کی گئی، اور منظوری کی منظوری کے مرحلے پر پیش نہیں آسکی، جو استغاثہ کے ادارے سے پہلے ہونی چاہیے۔

مجرمانہ غبن کے الزام میں کسی سرکاری ملازم کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے منظوری ضروری ہے یا نہیں، اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ آیا ان کارروائیوں کی شکایت سرکاری ملازم کے طور پر اس کے فرائض پر

منحصر ہے یا نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر منظوری درکار ہے۔ لیکن اگر وہ اس طرح کے فرائض سے غیر منسلک ہیں، تو کسی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔

ہوری رام سنگھ این ایمپرر ([1939] ایف سی آر 159)، ایچ ایچ بی گل بنام دی کنگ ([1948] ایل آر 75 آئی اے 41)، البرٹ ویسٹ میڈز بنام دی کنگ ([1948] ایل آر 75 آئی اے 185)، فنیندر راچندر بنام دی کنگ ([1949] ایل آر 76 آئی اے 10)؛ آر۔ ڈبلیو: ماتھمز بنام ریاست مغربی بنگال ([1955] 1 ایس سی آر 216) اور شری کانتیا رامیا منیپا لل بنام ریاست بمبئی ([1955] 1 ایس سی آر: 1177)، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 48، سال 1954۔

مجسٹریٹ فرسٹ کلاس، پٹیالہ کی عدالت 31 مارچ 1952 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی فوجداری اپیل نمبر 140، سال 1952 میں پٹیالہ میں ریاست پیپسو کے لیے بااختیار عدالتِ عالیہ کے 15 مئی 1953 کے فیصلے اور حکم سے 31 جولائی 1953 کے اپنے حکم کے ذریعے عدالت عظمیٰ کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

جئے گوپال سیٹھی، (نونیت لال، اس کے ساتھ) اپیل گزار کے لیے۔

این ایس بندرا، (پورس اے مہتا اور پی جی گوکھلے، ان کے ساتھ) مدعا علیہ کے لیے۔

28.1955 فروری۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹا راما آئیر جسٹس نے سنایا۔

اپیل کنندہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پیپسو میں سب ڈویژنل آفیسر تھا، اور مادی تاریخوں پر، کرہالی نامی جگہ پر کچھ کاموں کا انچارج تھا۔ کاموں میں کام کرنے والے مزدوروں کو اجرت تقسیم کرنا اس کے فرائض کا حصہ تھا، اور عام طور پر جس طریقہ کار پر عمل کیا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ وہ خزانے سے مطلوبہ رقم نکالے، اور ملازمین کو ان کے دستخطوں یا ماہانہ قبض الوصول میں انگوٹھے کے تاثرات کے خلاف ادا کرے۔ اپریل 1951 کے رول میں، ایک پرما کو کھالسی (معمولی نوکر) کے طور پر ذکر کیا گیا تھا، اور اس کی اجرت کے لیے 51 روپے کی

رقم دکھائی گئی تھی، جس کی ادائیگی انگوٹھے کے تاثر سے کی گئی تھی۔استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ 'درحقیقت، پرما کے نام کا کوئی شخص نہیں تھا، کہ قبض الوصول میں پایا جانے والا انگوٹھے کا تاثر خود اپیل گزار کا تھا، کہ اس نے قبض الوصول میں ایک فرضی نام شامل کیا تھا، اس ارادے سے کہ وہ خود رقم نکالے، اور یہ کہ اس مقصد کے تحت اس نے 51 روپے وصول کیے اور اس کا غلط استعمال کیا۔

پٹیالہ کے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ، جس کے سامنے اپیل کنندہ کو مقدمے کی سماعت کے لیے پیش کیا گیا تھا، نے اس کے خلاف پیرما کے انگوٹھے کے تاثر کو جعلی بنانے کے لیے مجموعہ تعزیرات ہند 465 کے تحت اور 51 روپے کے مجرمانہ غبن کے لیے مجموعہ تعزیرات ہند 409 کے تحت الزامات مرتب کیے، اور مکمل مقدمے کی سماعت کے بعد اسے بری کر دیا۔انہوں نے اس ثبوت پر مؤقف اختیار کیا کہ "کہرولی میں ملزم کی خدمت میں نام سے ایک کھالسی پرما تھا"، اور یہ کہ اگرچہ: قبض الوصول میں انگوٹھے کا تاثر اپیل گزار کا تھا، استغاثہ نے یہ ثابت نہیں کیا تھا کہ اس کی طرف سے نکالی گئی رقم پرما کے ہاتھ نہیں پہنچی تھی۔اس فیصلے کے خلاف، ریاست کی طرف سے پیپسو کی عدالت عالیہ میں اپیل کی گئی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ اس بات کا ثبوت کہ قبض الوصول میں انگوٹھے کا تاثر اپیل گزار کا تھا، جب اسے دیگر حالات کے ساتھ لیا جائے تو اس کا جرم ثابت کرنے کے لیے کافی تھا، اور اسی کے مطابق اسے "مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 465 اور دفعہ 409 دونوں کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل اس فیصلے کے خلاف کی گئی ہے۔

اپیل کی حمایت میں جناب جے گوپال سیٹھی کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ اپیل کنندہ کی سزا غیر قانونی ہے، کیونکہ اس کے استغاثہ کے لیے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے تحت منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی، کہ ریکارڈ پر موجود ثبوت یا تو مجموعہ تعزیرات ہند 465 یا دفعہ 409 کے تحت جرم قائم کرنے کے لیے ناکافی ہے اور یہ کہ: ٹرائل مجسٹریٹ کے ذریعے اپیل کنندہ، ریکارڈ پر موجود مواد اپیلٹ عدالت ذریعے اس فیصلے کو واپس لینے کا جواز پیش نہیں کرتے۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے تحت منظوری کا سوال پہلے غور کے لیے لیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ معاملے کی جڑ تک جاتا ہے۔اس سوال سے متعلق حقائق یہ ہیں کہ محکمہ کی طرف سے دفعہ 409 کے تحت اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ چلانے کی منظوری کے لیے درخواست کی گئی تھی، اور یہ کہ چیف "سکریٹری، محکمہ

داخلہ نے خط بھیجا؛ نمائش PX، جس میں کہا گیا تھا کہ انہیں "حکومت کی منظوری اپنے استغاثہ تک پہنچانے کی ہدایت کی گئی تھی"۔اس کے پیش نظر ٹرائل مجسٹریٹ یا عدالت عالیہ کے سامنے کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا کہ منظوری کی کمی کی وجہ سے استغاثہ خراب تھا۔ لیکن عدالت عالیہ کی طرف سے اپیل کو نمٹانے کے بعد، یہ پتہ چلا کہ در حقیقت حکومت کی طرف سے استغاثہ کی منظوری کا کوئی حکم نہیں تھا، اور یہ کہ چیف سکریٹری نے مراسلہ، نمایاں PX بھیجنے میں غلطی کی تھی۔ لہذا، مؤقف یہ ہے کہ استغاثہ جس کے نتیجے میں اپیل کنندہ کو سزا ہوئی ہے، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے تحت کسی منظوری کے بغیر شروع کیا گیا تھا اور اگر اس دفعہ کے تحت منظوری ضروری ہے، جیسا کہ جناب سیٹھی نے دعوی کیا ہے، تو سزا سمیت پوری کارروائی کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ جواب دہندہ کے مطابق، تاہم، اپیل کنندہ کے خلاف مرکزی الزام دفعہ 409 کے تحت ہے، اور اس دفعہ کے تحت مقدمہ چلانے کے لیے کسی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔ فیصلے کا نقطہ یہ ہے کہ آیا دفعہ 409 کے تحت اپیل کنندہ پر مقدمہ چلانے کے لیے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے تحت منظوری ضروری ہے یا نہیں۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے دائرہ کار پر عدالتی رائے میں کافی اختلاف پایا گیا ہے۔ یہ سوال بعد میں اس ملک کی اعلی ترین عدالتوں اور پریوی کونسل کے زیر غور رہا ہے، اور اب اس موقف کو کافی حد تک طے شدہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ہوری رام سنگھ بنام ایمپرر () گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 270 کے تحت منظوری کی ضرورت پر وفاقی عدالت کا فیصلہ ہے، جو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے لحاظ سے ملتا جلتا ہے۔ اس معاملے میں حقائق یہ تھے کہ ایک سب اسسٹنٹ سرجن پر دفعہ 409 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے بے ایمانانہ طور پر کچھ دوائیں ہسپتال سے جو اس کے ماتحت تھا، اپنی رہائش گاہ پر نکالی تھیں، اور دفعہ 477-A کے تحت، انہیں اسٹاک بک میں درج کرنے میں ناکام رہا تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ 270 کے تحت استغاثہ کے لیے حکومت کی منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی، اور فیصلہ کرنے کا نقطہ یہ تھا کہ آیا یہ ضروری تھا یا نہیں۔ یہ قرار دیا گیا کہ دفعہ 477-A کے تحت الزام کی منظوری درکار ہے، کیونکہ "سرکاری صلاحیت اسی عمل میں ملوث ہے جس کی شکایت جرم کے طور پر کی گئی ہے"؛ لیکن یہ کہ دفعہ 409 کے تحت الزام کے لیے کسی منظوری کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ "سرکاری صلاحیت صرف 'تفویض' کے

سلسلے میں مادی ہے اور ضروری نہیں کہ غلط استعمال یا تبدیلی کے بعد کے عمل میں داخل ہو، جس کی شکایت کی گئی ہے"۔

اپنے فیصلے کے دوران، جسٹس ورادا چاریار نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے دائرہ کار پر تبادلہ خیال کیا اور یہ مشاہدہ کرنے کے بعد کہ اس دفعہ کے فیصلے یکساں نہیں تھے، انہیں تین زمروں کے تحت گروہ کرنے کے لیے آگے بڑھے جن میں یہ کہا گیا تھا کہ جب ایکٹ کرنے والے شخص کے سرکاری کردار سے منسلک ہونے کی شکایت کی گئی تھی تو منظوری ضروری تھی، جن میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ ان تمام معاملات میں ضروری تھا جن میں شخص کے سرکاری کردار نے اسے جرم کرنے کا موقع دیا تھا، اور جن لوگوں نے اسے اس وقت ضروری قرار دیا تھا جب جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا جب ملزم درحقیقت سرکاری فرائض کی انجام دہی میں مصروف تھا۔۔ فاضل جج نے تینوں خیالات میں سے پہلے قرارداد کیا۔

ایچ ایچ بی گل بنام دی کنگ ([1]) میں، سوال براہ راست مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے حوالے سے پیدا ہوا۔ وہاں ملزم پر دفعہ 161 کے تحت رشوت لینے اور دفعہ 120-B کے تحت سازش کا الزام عائد کیا گیا۔ اس سوال پر کہ کیا دفعہ 197(1) کے تحت منظوری ضروری تھی، پریوی کونسل نے فیصلہ دیا کہ اس دفعہ اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 270 کے درمیان دائرہ کار میں کوئی فرق نہیں ہے، اور ہوری رام سنگھ بنام ایمپرر ([2]) میں جسٹس ورادا چاریار کے قانون کے بیان کی منظوری دیتے ہوئے عزت ماب سائمنڈز نے مشاہدہ کیا:

"ایک سرکاری ملازم کو صرف اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی سرکاری فرائض کی انجام دہی میں کام کرے یا کام کرنے کا ارادہ کرے، اگر اس کا عمل اس طرح کا ہو کہ وہ اس کی سرکاری فرائض کے دائرہ کار میں ہو۔................ جائزہ یہ ہو سکتا ہے کہ آیا سرکاری ملازم، اگر چیلنج کیا جاتا ہے، تو معقول طور پر یہ دعوی کر سکتا ہے کہ وہ جو کرتا ہے، وہ اپنے عہدے کی وجہ سے کرتا ہے۔"

اس کے مطابق یہ فیصلہ دیا گیا کہ چونکہ ملزم پر جن کاموں کے ساتھ الزام عائد کیا گیا تھا اسے اس کے عہدے کی وجہ سے جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا، اس لیے کسی منظوری کی ضرورت نہیں تھی۔ ایچ ایچ بی گل بنام دی کنگ () میں لیا گیا نظریہ البرٹ ویسٹ میڈز بنام دی کنگ ([3]) میں پریوی کونسل کے بعد آیا، اور فنیندرا

چندرابنام دی کنگ ([1])، میں اس کی تصدیق کی گئی، اور اس عدالت نے آر ڈبلیو ماتھمز بنام ریاست مغربی بنگال ([2]) میں اپنایا۔

حکام کے نتائج کا خلاصہ اس طرح کیا جا سکتا ہے: کسی سرکاری ملازم کے ذریعے کیے گئے ہر جرم کے لیے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے تحت قانونی چارہ جوئی کی منظوری درکار نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے ذریعے کیا گیا ہر عمل بھی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر شکایت کی گئی کارروائی کا براہ راست تعلق اس کے سرکاری فرائض سے ہے تاکہ، اگر اس پر سوال اٹھایا جائے تو یہ دعوی کیا جا سکے کہ یہ دفتر کی وجہ سے کیا گیا ہے، تو منظوری ضروری ہوگی۔ اور یہ ایسا ہی ہوگا، اس بات سے قطع نظر کہ یہ حقیقت میں، اس کے فرائض کی مناسب انجام دہی تھی، کیونکہ یہ واقعی خوبیوں پر دفاع کا معاملہ ہوگا، جس کا جواب دیا جانا چاہیے۔ مقدمے کی سماعت میں تفتیش کی گئی، اور منظوری کی منظوری کے مرحلے پر پیش نہیں آ سکی، جو استغاثہ کے ادارے سے پہلے ہونی چاہیے۔

مدعاعلیہ کے لیے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مذکورہ بالا اصول پر، دفعہ 465 کے تحت اپیل گزار پر مقدمہ چلانے کے لیے منظوری درکار ہوگی، کیونکہ الزام ملازمین کو اجرت ادا کرنے سے پہلے ان کے دستخط یا انگوٹھے کے نشانات حاصل کرنے کے اس کے فرض کے حوالے سے تھا۔ لیکن وہ دعوی کرتے ہیں کہ فنڈز کا غلط استعمال، کسی بھی حالت میں، کسی سرکاری ملازم کے فرائض کے دائرہ کار میں نہیں کہا جا سکتا، کہ جب اس پر الزام لگایا جائے تو وہ اپنے عہدے کی بنا پر اس کے جواز کا دعوی نہیں کر سکتا، اس لیے دفعہ 197(1) کے تحت کوئی منظوری ضروری نہیں تھی، اور یہ کہ یہ سوال ہوری رام سنگھ بنام ایمپرر ([3]) اور البرٹ ویسٹ میڈز بنام دی کنگ ([4]) کے فیصلوں سے ختم ہوا، جن دونوں میں الزامات مجرمانہ غلط استعمال کے تھے۔ ہماری رائے ہے کہ یہ قانونی حیثیت کا بہت وسیع بیان ہے، اور یہ کہ جن دو فیصلوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اس کی حمایت نہیں کرتے ہیں۔ ہمارے فیصلے میں، یہاں تک کہ جب الزام کسی سرکاری ملازم کے ذریعے غبن کا ہو، تب بھی دفعہ 197(1) کے تحت منظوری درکار ہے یا نہیں، اس کا انحصار ہر معاملے کے حقائق پر ہوگا۔ اگر شکایت کی گئی کارروائیاں دفتر سے منسلک فرائض سے اتنی مربوط طور پر جڑی ہوئی ہیں کہ ان سے لازم و ملزوم ہیں، تو دفعہ 197(1) کے تحت منظوری ضروری ہوگی؛ لیکن اگر ان کے اور ان فرائض کی انجام دہی کے درمیان کوئی

ضروری تعلق نہیں تھا، تو سرکاری حیثیت جو صرف کاموں کے لیے موقع یا موقع فراہم کرتی ہے، تو کسی منظوری کی ضرورت نہیں ہو گی۔

حال ہی میں، اس عدالت کو شری کانتیار امیا منیپلی بنام ریاست بمبئی ([1]) میں دفعہ 197(1) کے تحت منظوری کی ضرورت پر غور کرنا پڑا، جب کہ دفعہ 409 کے تحت غلط استعمال کا الزام تھا۔ وہاں، قانون مندرجہ ذیل شرائط میں مقرر کیا گیا تھا:

"اس حصے میں مواد ہے اور اس کی زبان کو معنی دیا جانا چاہیے۔ یہ کیا کہتا ہے کہ -

'جب کوئی سرکاری ملازم ہو................ کسی بھی جرم کا الزام لگایا جاتا ہے جس کا مبینہ طور پر اس نے اپنے سرکاری فرض کی انجام دہی میں کام کرتے ہوئے یا کام کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے ارتکاب کیا ہے۔'

اس لیے ہمیں پہلے لفظ "جرم" پر توجہ مرکوز کرنی ہو گی۔

اب کوئی جرم شاذ و نادر ہی کسی ایک عمل پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر کئی عناصر پر مشتمل ہوتا ہے اور، ایک اصول کے طور پر، اس کے قائم ہونے سے پہلے اعمال کا ایک پورا سلسلہ ثابت ہونا ضروری ہے۔ موجودہ معاملے میں، دوسرے ملزم کے خلاف جن عناصر پر الزام لگایا گیا ہے، وہ ہیں، پہلا، کہ ایک 'تفویض' اور/یا 'تسلط' تھا؛ دوسرا، کہ تفویض اور/یا تسلط 'ایک سرکاری ملازم کی حیثیت سے اس کی صلاحیت میں تھا'؛ تیسرا، کہ 'تصفیہ' تھا؛ اور چوتھا، کہ نپٹارہ 'بے ایمانی' پر، مشتمل تھا۔ اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہاں تفویض اور/یا تسلط سرکاری حیثیت میں تھا، اور یہ بھی اتنا ہی واضح ہے کہ اس معاملے میں کوئی قانونی یا دوسری صورت میں کوئی نپٹارہ نہیں ہو سکتا، سوائے کسی سرکاری حیثیت میں کیے گئے یا کیے جانے کے مقصد کے۔"

حقائق پر، اس معاملے میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ جن متعدد کارروائیوں کی شکایت کی گئی تھی، وہ سرکاری کارروائیاں تھیں، اور یہ کہ منظوری کی کمی کی وجہ سے استغاثہ خراب تھا۔

ہوری رام سنگھ بنام ایمپرر ([2])، اور البرٹ ویسٹ میڈز بنام دی کنگ ([2]) کے فیصلے جب مناسب طریقے سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے، تو مدعاعلیہ کی طرف سے زور دیے گئے انتہائی دلیل کی حمایت نہیں کرتے

ہیں۔ ہوری رام سنگھ بنام ایمپرر (1) میں، دوائیں اسٹاک بک میں درج نہیں کی گئی تھیں، اور ملزم نے انہیں اپنی رہائش گاہ پر منتقل کر دیا تھا، اور اس کے خلاف الزام یہ تھا کہ انہیں ہٹانے میں اس نے غبن کیا تھا۔ اپنے گھر میں دوائیں نکالنا ملزم کے فرض کا حصہ نہیں تھا، اور وہ یہ دعوی نہیں کر سکتا تھا کہ اس نے اپنے عہدے کی وجہ سے ایسا کیا تھا۔ وہ اس طرح کا دعوی کر سکتا تھا اگر وہ، فرض کریں، اسٹاک بک میں موجود دوائیوں کو داخل کرتا اور انہیں ہسپتال میں خرچ ہونے کے طور پر دکھاتا۔ لیکن، حقائق کے مطابق، کوئی سرکاری کارروائی شامل نہیں تھی، اور اسی وجہ سے جسٹس ورادا چاریار نے مشاہدہ کیا کہ،

"................ جہاں تک دفعہ 409 کے تحت الزام کا تعلق ہے، جن کاموں کے سلسلے میں اس پر مقدمہ چلانے کا ارادہ کیا گیا تھا، انہیں اپنے فرض کی انجام دہی میں کیے گئے یا کیے جانے والے کاموں کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔"

اسی معاملے میں جسٹس سلیمان کے درج ذیل مشاہدات کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے:

"یہ سوال کہ آیا اپنے فرض پر عمل کرتے ہوئے اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے، مقدمے کے اصل حقائق کے حوالے کے بغیر خلاصہ میں فرضی طور پر جواب دینے کے قابل نہیں ہے۔ اس سوال کا عمومی انداز میں جواب دینے کی کوشش ہمارے سامنے مذکور کچھ معاملات میں استعمال ہونے غیر شائستہ زبان کے لیے ذمہ دار رہی ہے۔................ یہ سوال کہ آیا یہ عمل فرض کی انجام دہی میں کیا گیا ہے یا نہیں، ہر معاملے کے خصوصی حالات پر منحصر ہونا چاہیے۔"

البرٹ ویسٹ میڈ ز بنام دی کنگ (2) میں، ایک فوجی افسر کو دور قوم موصول ہوئی تھیں، اور بعد میں وہ انہیں پیش کرنے سے قاصر تھا۔ اس پر مجرمانہ غبن کا الزام لگایا گیا، اور اسے مجرم قرار دیا گیا۔ انہوں نے دعوی کیا کہ منظوری کی کمی کی وجہ سے سزا غیر قانونی تھی، لیکن پریوی کونسل نے ایچ ایچ بی گل بنام دی کنگ (3) کے بعد اس دلیل کو مسترد کر دیا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ ملزم نے اپنے سرکاری فرائض کے دوران رقم خرچ کرنے کا دعوی نہیں کیا، لیکن کہا کہ پیسہ آگ سے بھسم ہو گیا تھا۔ ان حقائق کے حوالے سے ہی پریوی کونسل نے مشاہدہ کیا:

........................اپیل کنندہ 'ان کاموں کا جواز پیش نہیں کر سکا جن کے سلسلے میں اس پر الزام لگایا گیا تھا'، یعنی ایک سرکاری ملازم کی حیثیت سے اس کی دیکھ بھال کے لیے سونپی گئی رقم کو دھوکہ دہی سے غلط استعمال کرنے کی کارروائیاں، جیسا کہ اس نے اپنے عہدے کی وجہ سے کیا تھا'۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آیا کسی سرکاری ملازم کے خلاف مجرمانہ غبن کے الزام میں مقدمہ چلانے کے لیے منظوری ضروری ہے، اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ آیا ان کارروائیوں کی شکایت سرکاری ملازم کی حیثیت سے اس کے فرائض پر منحصر ہے یا نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر منظوری درکار ہے۔ لیکن اگر وہ اس طرح کے فرائض سے غیر منسلک ہیں، تو کسی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔

اس نقطہ نظر میں، ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ آیا وہ اعمال جن کے ساتھ اپیل کنندہ پر الزام عائد کیا گیا ہے وہ براہ راست ان فرائض پر عائد ہوتے ہیں جو اسے ایک سرکاری ملازم کی حیثیت سے انجام دینے پڑے ہیں۔ اپیل کنندہ کو 51 روپے کی رقم موصول ہوئی جس میں مبینہ طور پر سب ڈویژنل آفیسر کے طور پر غلط استعمال کیا گیا تھا، اور وہ اس کی وصولی کو تسلیم کرتا ہے۔ پھر یہ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رقم کو خالص پرما کو ادا کرے، اور اس کے اعتراف میں اس کے دستخط یا انگوٹھے کا تاثر لے۔ ملزم پرما کو رقم ادا کرنے کا دعوی کرتا ہے، اور بری ہونے کا رول ادائیگی کو ریکارڈ کرتا ہے، اور اس کے اعتراف میں اس کے نام کے ساتھ انگوٹھے کا تاثر ہوتا ہے۔ اگر رول کے چہرے پر جو ظاہر ہوتا ہے وہ سچ ہے اور آیا یہ سچ ہے یا نہیں، منظوری کے مرحلے پر متعلقہ معاملہ نہیں ہے تو وہ اعمال جن کے ساتھ اپیل کنندہ پر الزام عائد کیا جاتا ہے وہ اس کے فرائض کے دائرہ کار میں آتے ہیں، اور اس کے ذریعہ اپنے عہدے کی وجہ سے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ واضح طور پر، اس لیے، اپیل کنندہ پر دفعہ 409 کے تحت مقدمہ چلانے سے پہلے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197(1) کے تحت منظوری درکار تھی، اور اس طرح کی منظوری کی عدم موجودگی استغاثہ کے برقرار رکھنے کے لیے مہلک ہے۔ اس لیے سزا کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

اس نظریے میں، اس بات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا ثبوت کے مطابق، مجرمانہ غبن یا جعل سازی کے جرم کو اپیل کنندہ کے گھر لایا گیا ہے یا نہیں۔

اس کے مطابق اپیل کی اجازت دی جاتی ہے، اور اپیل کنندہ کو دی گئی سزاؤں اور سزاؤں کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ اگر جرمانہ ادا کیا جاتا ہے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔